اللہ اکبر

جمعیت العلمائے ہند

کے ناظم

مولٰنا حافظ احمد سعید صاحب دہلوی کا

معرکتہ الآرا بیان تحریری

جو انہوں نے اپنی گرفتاری پر عدالت میں پیش کیا

ناظم خلافت بک ڈپو شہر میرٹھ

نے

باہتمام پنڈت دھرم ویر سما مالک نیشنلسٹ پریس میرٹھ میں چھپوایا

بار اول قیمت ۱۰/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب سے پہلے یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں ایک مذہبی شخص ہوں میرا فرض منصبی احکام الٰہی و قانون ربانی کی تبلیغ و اشاعت ہے۔ میں اس مشن کا ایک ادنیٰ مبلغ ہوں جسکو حضرت آدم صفی اللہ و حضرت نوح نبی اللہ و حضرت ابراہیم خلیل اللہ و حضرت موسیٰ کلیم اللہ و حضرت عیسیٰ روح اللہ و حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین نے دنیا کو ہدایت اور نور الٰہی سے منور کرنے کے لئے قائم کیا اور قیامت تک دنیا میں قائم رہے گا۔ میں ہمیشہ خدا اور رسول کے احکامات مخلوق تک پہونچاتا ہوں انکو نیک کاموں کی ہدایت اور برے کاموں سے بچنے کی نصیحت کرتا ہوں دین سے محبت اور بد دینی سے نفرت کرنے کا وعظ کہتا ہوں میری ذمہ داری عام لیکچرار سے بہت زیادہ ہے میرا بحیثیت ایک مذہبی واعظ یہ فرض ہے کہ شریعت مطہرہ کے تمام احکام مسلمانوں کے کانوں تک پہنچا دوں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے " وامر بالمعروف وانہ عن المنکر واصبر علیٰ ما اصابک " رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے " جس نے علم کی بات کو چھپایا تو قیامت کے دن منہ میں آگ کی لگام ڈال جائیگی " اور فرمایا۔ اگر کوئی ناجائز بات کو دیکھکر خاموش رہے تو وہ گونگا شیطان ہے۔ مجھے اس سے بحث نہیں کہ میرا وعظ کسی کے خلاف ہے یا موافق میرے نزدیک امیر و غریب بادشاہ و فقیر سب برابر ہیں جسطرح تمام انبیاء علیہ السلام کو مخلوق کے بڑے بڑے ظلم اعلائے کلمۃ الحق سے نہ روک سکے اسی طرح کے وارث اور شریعت الٰہیہ کے عامل یعنی علمائے اسلام کے متعلق جو شخص یہ خیال کرے کہ وہ کسی جابر حکومت، کسی مغرور طاقت اور کسی جابر سلطنت سے مرعوب ہو کر احکام الٰہی کی تبلیغ سے باز آجائیں گے۔

اس سے زیادہ غلط کار کون ہو سکتا ہے میرے یا میرے مشن کے کسی دوسرے آدمی کے لئے تو جرم کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ کوئی حکم اللہ و رسول کی طرف ایسا منسوب کیا جائے جو ان کا نہ ہو اندریں حالات میں ضروری نہ سمجھتا تھا کہ اس مقدمہ میں جو مجھ پر چلایا گیا ہے کوئی بیان پیش کروں کیونکہ ایسی عدالت کے سامنے جو سہ

مراصور تے بر بنا یدز دست بہ کہ نقش معلم ز بالا بست

کی پوری پوری مصداق ہے کوئی بیان دینا بالکل بیکار ہے جب آغاز ہی میں انجام کا علم اور ابتداء ہی میں انتہا کی خبر ہو تو پھر تمام بحثیں بے سود ہیں ۔ سہ

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

لیکن میں اپنا بیان صرف اسلئے پیش کرتا ہوں کہ میں خدا کے نزدیک اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں اسلئے کہ اعلاء کلمۃ الحق پر عمل کرنے کا تمغہ امتیاز حاصل کر سکوں اور مخلوق خدا پر مقدمہ کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے اور وہ اپنی آنکھوں سے امر حق و اقعیت کو دیکھ کر خدائے قدوس کی عدالت میں میرے گواہ رہیں ۔ نیز اس لئے کہ برطانوی انصاف کی خوشنما تصویر دیکھنے والوں کو ضعف بصارت کا کوئی عذر باقی نہ رہے اور وہ اچھے طریقے سے اپنے معبودان باطلہ کا صحیح صحیح فوٹو دیکھ کر علتہات ظالمین پر سر بسجود ہوں ۔ مختصر میں تمام حجت و برہان کا دروازہ بند ہو جائے اور اللہ و رسول کا حجاب ان لوگوں کے لئے جو دین کو دنیا کے عوض فروخت کر رہے ہیں غالب ہو جائے ۔ ہو اولئک الذین اشتروا الضلالۃ بالھدیٰ فما ربحت تجارتھم وما کانوا مھتدین " ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ دفعہ ۱۰۷ و ۱۰۸ جن کے ماتحت میرے اوپر مقدمہ چلایا گیا ہے جس وقت بنائی گئی ہونگی تو واضعین قوانین کے فرشتوں کو بھی

اسکی خبر نہو گی کہ ان دفعات کو وارثین انبیا علماء امت کے وعظ و ارشاد و ہدایت کے خلاف استعمال کیا جائیگا۔ اور ان کے ذریعہ سے احکام اللہ کی تبلیغ و اشاعت کو روکنے کی کوشش کی جائیگی۔ اور انکے ماتحت وہ امن کے مجسمے جن کی نصیحت کی بدولت آج امن بیچینی کے زمانہ میں بھی تو حکام اور افراد رعایا چین سے میٹھی نیند سوتے ہیں جیل خانوں میں بھیجے جائیں گے دفعہ ۱۲۴ کی نسبت میرے ساتھ بالکل ایسی ہی مضحکہ خیز ہے جیسے میرے متعلق یہ کہنا کہ میں نے تلواریں تیز کرنے کی ترغیب دی۔ میرا کوئی وعظ ایسا نہیں جسمیں میں نے امن قائم رکھنے اور عدم تشدد پر کاربند ہونے کی ترغیب ندی ہو یہ ایک نہایت سفیہانہ حرکت ہوتی۔ کہ میں لوگوں کو نقص امن کی ترغیب دیتا جبکہ مجھکو کامل یقین ہے کہ میں با امن ترک موالات ہی سے مقصد میں کامیاب ہوسکتا ہوں دنیا میں کسی کبھی ایسا بیوقوف نہ ہوگا جو کامیابی کے دو مشکل اور آسان راستوں سے سہل اور آسان راستہ اختیار نکرے میں نے ہمیشہ اس ظالم گورنمنٹ کے مقابلہ میں وہی کیا تھا یا وہ کیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہود کی ظالم سلطنت کے مقابلہ میں فرمایا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے خدا نے قبل از ہجرت جو حکم دیا تھا۔ میں نے تو ہمیشہ اسی امر کا اظہار کیا جو مظلوم ہابیل نے سفاک و خونی قابیل کے ظلم و ستم پر کیا تھا یعنی استعینوا باللہ واصبروا " اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو) فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل اور لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک تمام انبیا علیہم السلام کا یہی طرز عمل رہا کہ انھوں نے کمزوری کی حالت میں تلوار اٹھانے سے اجتناب کیا اور تلوار کی عدم موجودگی میں تلوار تیز کرنے کی ترغیب ایسا احمقانہ معمہ ہے جسکو نادان ثبوت ہی حل کرسکتے ہیں اس قسم کے خانہ ساز الزامات ہمیشہ ظالموں کی طرف سے مذہبی آدمیوں پر لگائے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے کوئی نیا الزام نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو کہ فرعون نے

خدا کے سچے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عاید کیا تھا یعنی انی اخاف ان یبدل دینکم اوان یظھر فی الارض الفساد لیکن جسطرح خدا کے حاکم کا دامن اس جھوٹے الزام سے پاک تھا اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے میری تقریریں سنی ہیں اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں بھی اس الزام سے بالکل بری ہوں سبحانک ھذا بہتان عظیم، دفعہ مذکور کے متعلق میری بے گناہی کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے اور خود گواہان نمبر ۲ و ۶ نے میری تعلیم عدم تشدد کا اعتراف کیا ہے اور یہ کہ تلواریں تیز کرنے کا الزام ۴ مارچ کے جمعہ میں لگایا گیا ہے، بگر الحمد للہ آج ۲۵ اکتوبر تک دہلی میں امن و سکون ہے اگر رمضان شریف کی فضیلت اور اسکی مہمان نوازی حضرت یوسف و یعقوب کا قصہ بھی دہلی کے امن کو خطرہ میں ڈالتا ہے اور دہلی کے حکام ان مذہبی وعظوں سے بھی خوف زدہ ہو کر کسی مذہبی واعظ پر دفعہ ۱۰۷ کا مقدمہ چلانے پر مجبور ہو جاتے ہیں تو پھر مذہبی آزادی کا خدا حافظ ہے فلیبک علی الاسلام من کان باکیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ با امن ترک موالات کا طرز عمل جب ہی تک ہے جب تک جمعیۃ علمائے ہند تشدد کا حکم نہیں دیتی لیکن اگر جمعیۃ علمائے ہند نے تشدد کا فتویٰ دیا اور خدائے قدوس نے مجھ ناکارہ خلایق کو کسی خدمت کے قابل سمجھا تو بہت ممکن ہے کہ میرا پہلا قدم جو خدا کے راستہ میں غبار آلودہ ہونے کو بڑھے اور میری پہلی پیشانی ہو جو زمین نیاز پر ہمیشہ کیلئے سر بسجود ہو جائے۔ اب رہا دفعہ ۱۰۸ کا مقابلہ گواہان ثبوت نے میری پانچ تقریروں کے متعلق کچھ جملے قابل اعتراض بتائے ہیں گواہان کی اختراعی قابلیت پر تنقید کر کے اپنے بیان کو طویل کرنا نہیں چاہتا صرف اسقدر عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ اقرار کہ ان کے الفاظ میرے الفاظ نہیں ہیں بلکہ میرے مفہوم کو انھوں نے گھروں میں جا کر اور دفتروں میں بیٹھکر قلم بند کیا ہے انکی شہادت کی سچائی کے لئے کھلی ہوئی دلیل ہے اور یہ کہ تمام گواہ بجز سرکاری ملازمین

اور محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کے نمک خوار ہیں پھر میرے تین چار گھنٹوں کے مسلسل وعظ
اور طویل تقریروں میں سے صرف تین چار غیر مربوط جملے بیان کر دینا اور مجسٹریٹ کا ان
پر اکتفا کرنا کھلا ہوا منصفانہ طرز عمل ہے میں تمام گواہان کی شہادت خدا کے سپرد
کرتا ہوں ۔ البتہ گواہ نمبر ۱ کو جس خطرہ کا اندیشہ ہوا تعجب انگیز ہے کیونکہ مارچ سنہ ۲۶ع کے
وعظ میں عدالت ماتحت کے فیصلہ کو مذہبی مداخلت کہا گیا اور مسلمانوں کو بتلایا کہ
جب عبدالاحد کے متعلق علماء کا فتوےٰ پیش کیا گیا تو پھر عدالت کو کوئی حق نہ تھا کہ
وہ مجرموں کو سزا دیتی اور فتوےٰ شرعی کے بعد یہ معاملہ مذہبی ہو گیا تھا ۔ اس کے
بعد ۲۹ ستمبر کے جلسہ میں بیان کیا گیا جو لوگ پولیس اور فوج کی ملازمت کو باوجود
حرام ہونے کے جائز اور حلال نہ سمجھتے ہوئے علیحدہ نہ ہوئے ۔ جمعیۃ علمائے ہند ان
کے کفر و اسلام پر غور کر رہی ہے اس رپورٹ پر مسٹر جافری کو خیال ہوتا ہے کہ کہیں
دہلی میں پھر عبدالاحد جیسا واقعہ نہ ہو جائے حالانکہ جمعیۃ علماء ہند کا اجلاس آخر نومبر
میں ہوگا ۔ ابھی یہ نہیں معلوم کہ وہ کیا فیصلہ کرے اور اگر اس نے پولیس اور فوج کی
ملازمتوں پر کفر کا حکم لگا بھی دیا تو پھر جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کی مجلس شوریٰ میں یہ
تجویز پیش ہوگی اسکے بعد دہلی میں اعلان کیا جائیگا ۔ پھر نہ معلوم کہ دہلی کے علماء صرف
فتوےٰ ہی دیں گے یا فتوے کے نفاذ کا بھی حکم دیں گے ۔ ان تمام باتوں کے بعد ممکن
تھا کہ شاید اس قسم کا احتمال ہو سکتا جسکے لئے کم از کم تین مہینہ باقی ہیں لیکن دہلی کے
حکام نے گھبرا کر ایک مذہبی عالم کی گرفتاری کا شوق لگا ہوا تھا اس لئے ان کو اس سانحہ
کا انتظار بہت سخت تھا ۔ یہ ہے وہ برطانی انصاف جسکی یورپین حکام ہندوستان سے
داد چاہتے ہیں واللہ المستعان علی ما تصفون اور میں تو کہتا ہوں اگر اس قسم کا
فیصلہ ہو بھی جائے تب بھی گورنمنٹ بجائے اس کے کہ علماء کو گرفتار کر کے مسلمانوں
کے مذہب میں صریح مداخلت کرے یہ بہتر ہوگا کہ پولیس اور فوج کے ملازموں کے لئے مسلمانوں

کے قبرستان سے علیحدہ قبرستان بنا دے تاکہ وہ تمام لوگ جن پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے۔ بآسانی
اس زمین میں دفن ہو سکیں جو گورنمنٹ نے انکے لئے مخصوص کی ہو۔

(۲) مدرسہ حسین بخش میں کسی خاص شخص کو دغاباز یا بے ایمان نہیں کہا گیا۔ شخصی بحث میرے مسلک کے
خلاف ہے۔ البتہ رمضان شریف کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے یہ ضرور کہا کہ مسلمان دنیاوی حکومتوں کے
مہمانوں سے توقعات رکھتے ہیں وہ ان کو ٹھکرا کر چلے جاتے ہیں اگر تم لوگ رمضان شریف سے توقعات
رکھو جو خدا کا مہمان ہے اور اپنے ساتھ رحمت و مغفرت کا پیام لیکر آتا ہے تو وہ تمہارے دامانِ آرزو کو
اپنی لازوال مغفرت سے مالا مال کر دے گا۔ رمضان ڈیلوک آف کناٹ نہیں ہے جو تمہاری حسرتوں بھری
تمناؤں کو فوت کرے گا۔

(۳) میں نے مسجد مچھلی والان میں یہ ضرور کہا کہ مسلمان کے لئے وہی حکم قابل تعمیل ہو سکتا ہے جو شرع کے
خلاف نہ ہو اگر کوئی حکم خواہ وہ کتنا ہی بڑی دنیاوی قوت کا ہو شریعت کے ایک ادنیٰ حکم سے بھی ٹکرائے
ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حکم شرع کو تسلیم کرے اور حاکم کو ٹھوکر مار دے۔ یہ الفاظ میرے نہیں ہیں بلکہ
خدا کا ارشاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ ان الحکم الا للہ (پ) لا طاعۃ لمخلوق
فی معصیۃ الخالق (۴) میں نے پاٹودی ہاؤس کی تقریر میں علماء کی گرفتاری اور مسلمان کو ایذا
پہونچانا حرام بتایا ہے اور یہ بھی کہا کہ جس طرح سور کا گوشت کھانا اور شراب پینا حرام ہے غیبت
کرنا جوا کھیلنا حرام ہے اور چوری کرنا حرام ہے اسی طرح کسی مسلمان کو ایذا دینا اور بدون کسی شرعی جرم کے
گرفتار کرنا۔ یہ میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ قرآن پاک کا حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد مسلمانوں کو بتایا (آیۃ قرآن) والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد
احتملوا بہتانا و اثما مبینا۔ اور حدیث شریف میں ہے۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و
یدہ المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی یہودا (اسکریوتی)
کو اسی جرم میں شیطان فرمایا ہے۔ جب حضرت مسیح کو گرفتار کرنے والا شیطان ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ
نہیں کہ علمائے کرام کو گرفتار کرنے والے شیطان کے بھائی نہ ہوں۔

(۵) پاٹودی ہاؤس کی تقریر جلسہ میں میں نے یہ بھی کہا کہ فتوے کا ضبط کرنا مسلمانوں کے مذہب میں
صریح مداخلت ہے بلکہ قرآن و حدیث کی ضبطی کا مترادف ہے اگر گورنمنٹ نے اس طرح مذہب میں مداخلت
شروع کر دی تو یہ امر ناقابل برداشت ہوگا۔ لیکن جب تک جمعیۃ علماء ہند نے کوئی فیصلہ نہ کیا۔
قانون کی خلاف ورزی نہ کی جائیگی۔ یہ جمعیۃ علماء صوبہ دہلی کی مجلس شوریٰ کا فیصلہ تھا جو میں نے بحیثیت

مسئلہ کو بڑی شرح سے سنایا تھا میری ہی فقط رائے نہ تھی اور یہ الفاظ نہ صرف دہلی میں بلکہ ہندوستان کا
کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ نہ سنایا گیا ہو

(۶) میں نے ان تقریروں میں یہ بھی کہا تھا کہ پولیس اور فوج کی ملازمت کو علماء حرام کہتے ہیں اور مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب کو جس سے کفر کو غلبہ اور اسلام کی ذلت ہو قریب کفر کے فرمایا ہے ۔ یہ میں نے اپنی
جانب سے نہیں کہا بلکہ ۴۷۵ علماء کی رائے تھی جو مسلمانوں کو سنائی گئی ۔ اور صرف علماء کی
رائے نہیں بلکہ قرآن وحدیث کا متفقہ حکم ہے جو بیان کیا گیا ہے کیونکہ مسلمانوں کی تمام مذہبی
کتابوں میں لکھا ہے کہ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم خالدا فیہا وغضب اللہ
علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما اعلم الصحابہ حضرت عبداللہ بن عباس اس آیت کی
تفسیر میں فرماتے ہیں لا یقبل توبتہ من حمل السلاح علینا فلیس منا من اتہا بحدیدۃ
علی اخیہ لعنتہ الملائکۃ ۔ کتاب الاکراہ میں یہ مسئلہ صاف بیان کیا گیا ہے مجبوری کی حالت
میں اگر کوئی ظالم قتل کا خوف دلائے تو مسلمان کو چاہئے کہ وہ شراب پیلے یا سور کا گوشت کھالے تاکہ جان
بچ جائے لیکن اگر کوئی ظالم کسی مسلمان کے قتل پر مجبور کرے تو خود قتل ہو جانا چاہئے لیکن کسی مسلمان کو قتل نہ کرے

(۷) میں نے یہ ضرور کہا تھا کہ اگر گورنمنٹ ان ظالمانہ کارروائیوں سے باز نہ آئی اور رعایا کے جذبات کو اسی طرح
پامال کرتی رہی تو اس کا وہی انجام ہوگا جو روس کا یا فرعون وغیرہ کا ہوا کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ تمام
انبیاء علیہم السلام جب بنائے گئے تو انہوں نے یہی کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا
عسیٰ ربکم ان یہلک عدوکم حضرت مسیح کا ارشاد ہے جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے
ناپا جائیگا ۔ یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے ایک وعدہ خدا ہے جو ہر زمانہ میں پورا ہوا اور قیامت تک
پورا ہوتا رہیگا اگر کوئی حکومت ظلم و استبداد سے اپنی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے وہ چند ہی روز حکومت
کرسکتی ہے ۔ اگر خدائے قدوس کی غیر مبدل سنت اور اس کا قدیمی قانون اذا اردنا ان نہلک
قریۃ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرناہا تدمیرا راست و درست ہے تو
یقیناً گورنمنٹ خدا کے غصہ و غضب سے قریب ہو رہی ہے وتری الظالمین لما راوا العذاب یقو
لون هل الی مرد من سبیل ۔ یہ وہ احکام اسلامی ہیں جو تیرہ سو برس سے اپنی قطعیت کے ساتھ
مسلمانوں کی مذہبی کتابوں میں درج ہیں ۔ اگر کسی مسئلہ شرعی یا احکام اسلامی کا بیان کرنا اور مسلمانوں کو ان کے
مذہب سے مطلع کرنا کوئی جرم ہے تو میں نہایت صفائی کے ساتھ یہ کہنے کو تیار ہوں کہ بیشک میں نے جرم کیا ہے
اور جب تک میری زبان میں قوت نطق باقی ہے اور خدا کی توفیق میرے شامل ہے اسی قسم کے جرم کرتا رہونگا
اگر گورنمنٹ قرآن وحدیث کی تبلیغ یا میرے مذہبی وعظ کو جرم سمجھتی ہے تو میں بڑا خوش قسمت مجرم ہونگا
میں نہیں کہنا چاہتا کہ مجھ سے ضمانت طلب کرنا میرے مذہب میں مداخلت اور ملکہ وکٹوریہ کے اعلان کے
خلاف ہے بلکہ اگر گورنمنٹ نے مجھے جیل میں رکھا تو میں اپنے لئے اس برکت کا مستحق سمجھونگا کہ میں ایک

فقط